جناب ریاض الحسن نوری ۔ لاہور

قسط ۳

انسان جدید اور مذہب

کیا اب بھی مذہب کا انکار ممکن ہے؟

برٹرینڈرسل نے ایک مضمون لکھا جسکا عنوان ہے " میں کمیونسٹ کیوں نہیں ہوں " یہ مضمون ۱۹۵۶ء میں شائع ہُوا ۔ اس میں آپ یوں رقمطراز ہیں :

In relation to any political doctrine there are two questions to be asked : (1) Are its theoretical tenets true ? (2) Is its practical policy likely to increase human hapiness ? For my part, I think the theoretical tenets of communism are false, and I think its practical maxims are such as to produce an immesurable increase in human misery ...... I have always disagreed with Marx. My first hostile criticism was published in 1896. But my objections to modern communsim go deeper than my objections to Marx.[1]

---

[1] دی بیسک رائٹنگز آف برٹرینڈرسل ۔ ص : ۴۷۹ ، ۴۸۰

ترجمہ :۔کسی سیاسی نظریہ کے متعلق دو سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ۱۔کیا اس کے نظریاتی اصول درست ہیں۔؟ ۲۔کیا اسکی حکمت عملی سے انسانی خوشی میں اضافہ ہوگا۔؟ جہاں تک میرا تعلق ہے، میرا خیال یہ ہے کہ کیمونزم کے نظریاتی اصول جھوٹے یعنی غلط ہیں۔ اور اس کے عملی اصول ایسے ہیں جو انسانی مصیبتوں اور پریشانیوں میں لامحدود اضافہ کر دیتے ہیں۔

کیمونزم کے نظریاتی اصول زیادہ تر مارکس سے لئے گئے ہیں۔ مارکس پر میرے اعتراضات دو قسم کے ہیں۔ ۱۔ یہ کہ وہ بیوقوف اور کوڑھ مغز (MUDDL-HEADED) تھا۔ ۲۔ اسکی تقریباً تمام کی تمام فکر کا محرک نفرت کا جذبہ تھا۔ اس کا "زائد قیمت" (SURPLUS VALUE) کا نظریہ جسکے متعلق یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام میں ملازمین کے استحصال کو واضح کرتا ہے۔ دو طریقوں سے اخذ کردا ہے۔ ا۔ مالتھس کے نظریہ کے نظریۂ آبادی کو مخفی طور سے تسلیم کر لینے سے جسکو مارکس اور اس کے سب شاگرد صاف طور سے رد کرتے ہیں۔ (ب) ریکارڈو کے "نظریۂ قیمت" کو مزدوریوں پر لاگو کرنے مگر تیار کردہ اشیاء کی قیمتوں پر لاگو نہ کرنے کے طریقہ کار سے۔ مارکس اس طریقہ کے نتیجے سے مکمل طور سے مطمئن ہے۔ وہ اس وجہ سے مطمئن نہیں کہ یہ طریقہ حقیقت کے مطابق ہے یا یہ سوچ منطقی طور سے مربوط ہے۔ بلکہ اس کا اطمینان اس وجہ سے ہے کہ اس کے ذریعہ مزدوروں میں طیش پیدا کیا جاتا ہے۔

مارکس کا یہ نظریہ کہ تمام تاریخی واقعات کا محرک طبقاتی آویزش تھی۔ کچھ ان خاص حالات کو جو انگلینڈ اور فرانس میں سو سال ہوئے نمایاں ہو گئے تھے۔ ان کو جلد بازی اور غلط طریقے سے کھینچ تان کر کے تاریخ عالم سے جوڑنے کے نتیجے میں پیدا ہوا۔ اس کا یہ عقیدہ کہ ایک کائناتی طاقت ہے جسکا نام "منطقی مادیت" (DILECTICAL MATERIALISM) ہے۔ وہ انسانوں کی کوششوں اور ارادوں کی پرواہ کئے بغیر تاریخ انسانی پر حکومت کرتی ہے محض ایک دیومالائی واہمہ ہے۔ اسکی نظریاتی غلطیوں سے زیادہ فرق نہ پڑتا مگر اس حقیقت کی وجہ سے کہ ٹرٹولین اور کارلائل کی مانند اسکی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اس کے دشمنوں کو سزا مل جائے اور وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ کہ اس عمل میں اس کے دوستوں پر کیا بیت جائے۔ [۱]

---

[۱] یہی وجہ ہے کہ کیمونزم سے غریبوں اور مزدوروں ہی کا زیادہ کشت و خون ہوا اور ان ہی پر زیادہ مصیبتیں آئیں۔ یورپ کی مثال انگریزی مقولہ کے مطابق یوں ہے کہ کڑاہی سے نکلا تو آگ میں گرا۔ یورپ میں بادشاہوں، لیڈروں، پادریوں اور سرمایہ داروں نے جو ظلم کئے ہیں ان کو پڑھ کر بھی لرزہ آتا ہے۔ ان مظالم نے یورپ میں مذہب کو بدنام کیا۔ مثلاً رسل لکھتا ہے کہ سپین کے عیسائی میکسیکو اور پیرو کے مقامی بچوں کو دینے کے فوراً ہی بعد ان کا سر کچل کر مار ڈالتے تھے۔ یہ طریقہ وہ انکو سیدھا جنت میں بھیجنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ("میں عیسائی کیوں نہیں ہوں"۔ مصنفہ برٹرینڈ رسل۔ ص ۳۵، ۳۶)

مارکس کا نظریہ ہی کافی خراب تھا۔ مگر اس میں جو تبدیلیاں لینن اور سٹالن کے دورِ حکومت میں آئیں انہوں نے اسے پہلے سے بھی زیادہ بدتر بنا دیا، مارکس کا خیال تھا کہ سول وار میں پرولتاریوں (مزدوروں) کو فتح حاصل ہو گی اس کے بعد ایک وقتی طور سے انقلابی دور ہو گا اور سول وار کے بعد عام قاعدہ کے مطابق پرولتاری اپنے سیاسی مخالفوں سے اختیارات حاصل کر لیں گے۔ یہ دور پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کا دور ہو گا۔ یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ مارکس کی الہامی بصیرت کے مطابق پرولتاریوں کو اسوقت فتح حاصل ہونا تھی جب کہ ان کو آبادی کے لحاظ سے اکثریت حاصل ہو جاتی۔ پس پرولتاریوں کی جس ڈکٹیٹر شپ کے متعلق مارکس نے سوچا تھا وہ ضرور ہی غیر جمہوری نہ ہوتی۔ لیکن ۱۹۱۷ء میں روس میں پرولتاری تھوڑی تعداد میں تھے جبکہ ملک کی بھاری اکثریت کسانوں کی تھی، یہ ڈگری صادر کی گئی کہ بالشویک پارٹی پرولتاریوں کا وہ حصہ ہے جو طبقاتی احساس رکھتا ہے۔

اور اس پارٹی کے لیڈروں کی مختصر کمیٹی بالشویک پارٹی کا طبقاتی شعور رکھنے والا حصہ ہے۔ پس پرولتاریوں کی ڈکٹیٹر شپ ایک مختصر کمیٹی کی ڈکٹیٹر شپ بن گئی اور آخر کار فردِ واحد یعنی سٹالن کی ڈکٹیٹر شپ قائم ہو کر رہ گئی۔ پرولتاریوں میں سے طبقاتی شعور رکھنے والے فردِ واحد کی حیثیت سے سٹالن نے ملینوں[1] کسانوں کو فاقہ کشی کے ذریعے موت کی سزا دی اور دیگر ملینوں کو اجتماعی کیمپوں میں جبری محنت کی سزا دی۔ وہ حد سے اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے یہ اعلان کر دیا کہ آئندہ سے توارث کے قدرتی قوانین بھی تبدیل ہو جائیں گے۔ آئندہ سے زندگی کے جرثوموں کو سویٹ قوانین کی پابندی کرنی پڑے گی نہ کہ ایک رجعت پسند پادری[2] مینڈل کی میری سمجھ میں یہ بات بالکل نہیں آتی کہ یہ کیسے ہوتا ہے کہ کچھ لوگ جو ذہین اور انسان دوست ہیں انہیں سٹالن کے پیدا کردہ وسیع غلامی کی کیمپ میں کچھ پسندیدہ بات بھی نظر آ جاتی ہے۔

میں ہمیشہ مارکس سے اختلاف رائے رکھتا رہا ہوں۔ اس کے متعلق میری سب سے پہلی تنقید ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی۔ لیکن جدید کمیونزم پر میرے اعتراضات مارکس پر اعتراضات سے زیادہ گہرے ہیں، جمہوریت کے خاتمے کو میں خاص طور سے تباہ کن سمجھتا ہوں۔ ایک اقلیت جو اپنی طاقت کے لیے خفیہ پولیس

---

[1] ایک ملین = دس لاکھ۔ یاد رہے کہ لاکھوں کسانوں کے قتل کا ٹراٹسکی۔ سوتیلانہ وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

[2] ایک پادری مینڈل نے توراث کے قدرتی سائنسی قوانین کی دریافت کی تھی۔ اس پر سٹالن کو غصہ آیا کہ ایک رجعت پسند کے ذریعہ کیوں ایسی تحقیق معرضِ وجود میں آئی۔ اسی طیش میں اس نے دریافت کردہ قدرتی قوانین جو سائنسی طور سے دریافت ہوئے تھے۔ ان کی مخالفت شروع کر دی۔ سٹالن کی بیٹی سوتیلانہ نے اپنی کتاب "اونلی ون ایئر" میں سٹالن کی سائنس دشمنی اور اسکی ہٹ دھرمی کی بہت سی مثالیں دی ہیں۔

کی کارکردگیوں پر تکیہ رکھتی ہو، لازمی طور سے ظالم، جابر، تحقیق کی دشمن اور ظلمت پسند ہوگی۔ غیر ذمہ دار قوت کے خطرات عام طور پر اٹھارویں اور انیسویں صدی میں تسلیم کر لئے گئے تھے[1] مگر جن لوگوں کی آنکھیں سوویٹوں کی ظاہری کامیابی سے چندھیا گئی ہیں انہوں نے اس سب کچھ کو بھلا دیا ہے جو مطلق العنان ملوکیت کے دوران بڑے دکھوں کے ساتھ سیکھا تھا۔ اور یہ لوگ قرونِ وسطیٰ کی بدترین چیزوں کی طرف لوٹ گئے ہیں[2] اور اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ وہ ترقی کے ہراول دستے میں شامل ہیں۔۔۔۔ وہ تمام لوگ جو نہ صرف آرٹ اور سائنس کی قدر کرتے ہیں۔ بلکہ روزانہ کی روٹی کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ اور اس خوف سے بھی آزاد رہنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لفظ بے خیالی میں ان کے بچوں کے منہ سے سکول ماسٹر کے سامنے نکل جائے تو اس کے نتیجے میں ان کو سائبیریا کے ویرانوں میں جبری محنت کے لئے نہ بھیج دیا جائے تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے ملکوں کی کم غلامانہ اور زیادہ خوشحال فضا کو برقرار رکھنے کیلئے ہر وہ کچھ کر گذاریں جو ان کی طاقت اور امکان میں ہے[3]

ایک مقام پر برٹرینڈ رسل لکھتا ہے :

To return to Marx : The most important error in his theory, to my mind, is that it ignores intelligence as a cause.

ترجمہ :- اب ہم مارکس کی طرف لوٹتے ہیں۔ میرے نزدیک اس کے نظریئے میں سب سے اہم غلطی یہ ہے کہ وہ "عقل اور سمجھ" کو بطور سبب اور علت کے نظرانداز کرتا ہے۔[4]

---

[1] جس بات کو تسلیم کرنے میں یورپ کو کئی ہزار سال لگے۔ اسلام نے اس کا اعلان پہلے ہی روز کر دیا تھا، یعنی کہ حکم صرف اللہ کا مانا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تو حکم اور ابوالحکم نام رکھنے سے بھی اسی بنا پر منع کر دیا تھا۔ کہ صاحب حکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

[2] گویا کہ رسل کی نظروں میں کمیونسٹ حضرات ہی اصل میں رجعت پسند ہیں اور جسکو یہ ترقی پسندی سمجھتے ہیں وہ ان کے ہیرو کی نظر میں رجعت پسندی ہے۔

[3] دی بیسک رائٹنگز آف برٹرینڈ رسل ص ۴۷۹، ۴۸۰

[4] آن انڈرسٹینڈنگ ہسٹری مصنفہ برٹرینڈ رسل۔ ص ۳۵

یہی وجہ ہے کہ سوشلسٹ سائنس سائنس کی رٹ لگانے کے باوجود ہمیشہ عقل کے پیچھے لاٹھی لئے دوڑتے ہیں اور توڑ پھوڑ کے شائق ہوتے ہیں۔ سوشلزم نہ صرف وہی مزدک کا نظریاتی طور پر احمقانہ نظریہ ہے بلکہ عملی طور پر بھی اس نے دنیا میں ظلم اور استحصال میں بہت زیادہ اضافہ کیا ہے۔ اسی لئے برٹرینڈ رسل لکھتے ہیں :

After the pot of passion has boiled long enough, a new crust forms, and the new authorities are usually no better than the old. Louis XVI is executed and is succeeded first by Robespierre, then by Napoleon. Tsar Nicholes is assassinated, and a stricter tyranny follows under Lenin and Stalin

ترجمہ :- جب جذبات کی دیگچی کافی دیر تک پکتی ہے تو نئی جھلی اوپر آجاتی ہے۔ عام طور سے نئے حکمران سابق حکمرانوں سے بہتر نہیں ہوتے۔ لوئس ۱۶ کو پھانسی دیدی جاتی ہے تو پہلے اس کا جانشین روبسپیری بنتا ہے اور پھر نپولین۔ ادھر زار نکولس کو قتل کرنے کے بعد لینن اور سٹالن زار سے بھی زیادہ جابرانہ[ب] اور ظالمانہ حکومتیں قائم کرتے ہیں۔[۲]

روبسپیری | ہمارے بہت سے ناظرین روبسپیری کے مظالم سے زیادہ واقف نہ ہوں گے۔ اس لئے اس کے متعلق ہم مختصراً بتا دیتے ہیں۔

---

[۱] ایسا جب ہی ہوتا ہے کہ لوگ وحی الٰہی سے منہ موڑ خود ساختہ نظریوں میں فلاح ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمادیا ہے کہ من اعرض عن ذکری لہ معیشۃً ضنکاً یعنی جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا اسکی گی دکھوں سے بھر جائیگی۔

[۲] انڈرسٹینڈنگ ہسٹری مصنفہ برٹرینڈ رسل - ص ۹۰

ب دوسرے مقام پر برٹرینڈ رسل لکھتا ہے کہ نپولین کا مقولہ ہے کہ آپ سنگینوں کی مدد سے ہر کام کرسکتے ہیں مگر سکتے۔ نپولین نے اس استثنا کو بھی غلط کر دکھایا۔ (صفحہ ۴۴ AUTHORIT AND THE INDIVIDUAL)

برٹرینڈرسل ایک مقام پر لکھتا ہے :

" زیادہ سال نہیں ہوئے کہ بلقان کے ایک ملک میں ایک پارٹی انتخاب میں تھوڑے سے فرق سے ہار گئی، اس پارٹی نے یہ کیا کہ جیتنے والی پارٹی کے اتنے ممبروں کو گولی ماردی جس سے کہ اس کو اکثریت حاصل ہو گئی۔ مغرب کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بات بلقان (مشرقی یورپ) کا ہی خاصہ ہے۔ مگر وہ یہ بھول گئے کہ کرامویل اور رابسپیری نے بھی کچھ کیا تھا۔ " لہ

گویا رابسپیری جمہوریت کا دم بھرتا تھا مگر اس کا طریقہ' واردات جو تھا وہ ڈکٹیٹروں سے بھی بدتر تھا۔ سوشلسٹوں اور ترقی پسندوں کا اوّلین اور پسندیدہ انقلاب فرانس کا یہی انقلاب تھا۔ اس انقلاب کے بعد جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت آئی ان میں روبسپیری کا نام سرفہرست ہے۔ کچھ قتل تو حکومت حاصل کرتے وقت کئے۔ اور حکومت حاصل کرنے کے بعد تو قتل کا دور شروع کر دیا گیا۔

روبسپیری کے دور کو تاریخ میں" دہشت وخوف کا دور" REIGN OF TERROR کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس عنوان کے تحت انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا لکھتا ہے۔ روبسپیری اصل میں ڈکٹیٹر بن گیا۔ اس نے دائیں اور بائیں بازو میں جو اس کے مخالف پائے جاتے تھے ان کو ختم کرنا شروع کر دیا۔ ۱۰ جون ۱۷۹۴ء کو قانون کے ذریعے مشتبہ افراد کو قانونی امداد یا کھلی عدالت میں مقدمہ کئے جانے کے حق سے محروم کر دیا۔ جیوری کے پاس صرف قتل یا آزاد کرنے کے دو اختیارات باقی رہ گئے۔ اس دوران

لہ ان پاپولر ایسیز مصنفہ برٹرینڈرسل ص ۱۲۸ - UN POPULAR ESSAYS

دور جدید کے نام نہاد ترقی پسند جب بھی انقلاب کی بات کرتے ہیں تو ان کے دماغ میں فرانس کے اسی انقلاب کا خیال مثال کے طور پر موجود ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی مسلمان انقلاب کی بات کرتا ہے۔ تو اسکی نظریں صرف محمد مصطفیٰ پر ہوتی ہیں۔ جو انقلاب حضورؐ لائے وہ ایسا تھا کہ تمام عرب میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔ مگر صرف گنتی کے نفوس کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس انقلاب میں نہ صرف بدترین دشمنوں کو بھی معافی دی گئی بلکہ ہر طرح سے تالیف قلوب کر کے ان کے دل موہ لئے گئے۔ عبداللہ بن ابی جیسے منافق اور دشمن کو بھی کچھ نہ کہا گیا بلکہ اس پر طرح طرح سے مہربانیاں کی گئیں حضورؐ خود تکلیف سے رہے۔ مگر عوام کو آرام سے رکھتے۔ عوام کو کھلاتے، چاہے اس کے لئے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھوکا رہنا پڑتا۔ ایسے واقعات مسند احمد میں کثرت سے مروی ہیں۔

کم ازکم تین لاکھ[۱] مشتبہ افراد گرفتار کیئے گئے سرکاری بیان کے مطابق ان میں سے سترہ ہزار قتل کر دیئے گئے اور کثیر تعداد میں لوگ جیل میں یا بغیر مقدمے کے مرگئے۔ (مائیکرو پیڈیا ج ۹ ص ۹۰۴) مزید انسائیکلوپیڈیا کے مصنفین لکھتے ہیں کہ آخر کار نیشنل کنونینشن نے اسے قانون کا باغی قرار دیدیا سٹی ہال میں رابسپیری نے اپنے جبڑے پر پستول کی گولی ماری جس سے اس کے دوست دم بخود ہو گئے۔ سپاہیوں نے ہال پر حملہ کر کے اسے اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر لیا اور اسے اسی طرح سے گلوٹین کے ذریعے قتل کر دیا گیا (جسطرح کہ اس نے دوسروں کو قتل کروایا تھا۔ اس کے ایک سو آٹھ ہم خیال بھی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ (برٹینیکا ج ۱۵ ص ۹۰۹)۔

نپولین نپولین تاریخ کا ایک بہت بڑا ذہین جرنیل تھا۔ یہ اسلام کی عظمت کا بہت معترف تھا اور اس نے ایک مجموعہ قوانین مرتب کرایا جسکو نپولین کوڈ کہا جاتا ہے۔ اس میں فقہ مالکی سے بھی مدد لی۔ اسی نپولین کوڈ کو بعد میں خدیو مصر نے مصر میں جاری کر دیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا اس کے متعلق لکھتا ہے کہ نپولین نے مصر میں فوجی ڈکٹیٹرشپ قائم کر دی۔ اس نے جو آئین نافذ کیا اس میں انسانی حقوق، آزادی، مساوات، اخوت کا کوئی ذکر نہ تھا۔ وہ والٹائر کا ہم خیال تھا کہ عوام کو مذہب کی احتیاج ہوتی ہے۔ ذاتی طور پر وہ مذہب سے لاتعلق تھا۔ مصر میں جاکر اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ مسلمان ہونے کا خواہش مند ہے۔ اس کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ فرانس میں مذہبی امن قائم رہے۔ نپولین نے جو لڑائیاں لڑیں اس میں پندرہ سال کے دوران پانچ لاکھ فرانسیسی کام آئے یعنی فرانس کی کل آبادی کا چھٹا حصہ ان جوانوں کی موت سے فرانس کی شرح پیدائش گر گئی۔[۲]

نیویارک کی بندرگاہ کے شروع میں ہی پہاڑ جتنا اونچا آزادی کا بت نصب ہے۔ یہ ایک عورت کا بت ہے جس کے ہاتھ میں آزادی کی مشعل ہے۔ اس بت کو "آزادی کے مجسمہ" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بت فرانس کے لوگوں کیطرف سے امریکہ کو تحفہ دیا گیا تھا۔ اس بت کے بنانے والوں میں بارتھولڈی (BARTHOLDI) کا نام سرفہرست ہے۔ اس کا قصہ مشہور انگریزی رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ میں چھپا ہے۔ یہ رسالہ لکھتا ہے۔ کہ بارتھولڈی کی عمر سولہ سال کی تھی۔ مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۵۱ء کو نپولین نے حکومت پر قبضہ کیا۔ اس دن بارتھولڈی نے پیرس کی سڑکوں پر جو نظارہ دیکھا وہ اس کے دل پر نقش ہو گیا۔ پیرس کے شہریوں نے سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر رکھی تھیں۔ رات کی سیاہی پھیل رہی تھی۔ ایک جوان لڑکی مشعل لیئے ہوئے آئی اور رکاوٹوں کو

باقی ص ۵۴

۱ یاد رہے کہ اس زمانے میں فرانس کی کل آبادی ۳۰ لاکھ سے کم تھی۔ یعنی ہر دس انسان میں سے ایک گرفتار کر لیا۔

۲ برٹینیکا ج ۱۲ ص ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۸ مطبوعہ ۱۹۷۵ء